اہلسنت کا بے باک ترجمان

دینی، ادبی، علمی، تحقیقی مجلہ

ماہنامہ

فیض عالم

بہاولپور، پاکستان





محمد فیض احمد اویسی رضوی

مدیر اعلیٰ صاحبزادہ عطاء الرسول اویسی رضوی

مدیر محمد فیاض احمد اویسی

مقام اشاعت

جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ، بہاولپور، پاکستان

آپ کی خصوصی توجہ اور آپ سہولت کے لئے

☆ ماہنامہ فیض عالم میں حضرت فیض ملت حضور مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ کے ہزاروں غیر مطبوعہ علمی، تحقیقی مذہبی مسودہ جات قسط وار شائع ہورہے ہیں آپ رسالہ کا مکمل مطالعہ ضرور فرمائیں۔

☆ علمی یا طباعتی اغلاط سے ادارہ کو ضرور آگاہ کریں۔

☆ سال کے بارہ شمارے مکمل ہونے پر جلد بندی ضرور کرالیں اس طرح آپ کے پاس علمی مواد محفوظ ہوکر آپ کی لائبریری کی زینت رہے گا اور ردی ہونے سے بچ جائیگا۔

☆ ہر ماہ ۱۵ تاریخ تک رسالہ نہ ملنے کی صورت میں دوبارہ طلب کریں (لیکن ڈاک چوروں اور ڈاک خوروں کے محاسبہ کے بعد)

☆ آپ کو جب چندہ ختم ہونے کی اطلاع ملے تو پہلی فرصت میں چندہ ارسال کریں وی پی طلب کرنے کی صورت میں آپکو اضافی رقم ادا کرنا پڑے گی اس لیے چندہ بذریعہ منی آرڈر یا ڈرافٹ ایم سی بی عیدگاہ برانچ بہاولپور کھاتہ نمبر 6-464 رسال کریں۔

☆ جس پتہ پر آپ کے نام رسالہ آرہا ہے اگر اس میں کوئی تبدیلی مقصود ہو تو جلد آگاہ فرمائیں۔

☆ دینی، دنیاوی، اصلاحی، عقائد، شرعی، روحانی، سائنسی و دیگر اہم معلومات کے لئے حضور مفسرِ اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہ کے رسائل کا مطالعہ فرمائیں اور اپنے حلقہ احباب کو بھی دعوت دیں خصوصاً اپنے بچوں کو مطالعہ کا عادی بنائیں مزید معلومات کے لیے ہماری ویب سائٹ بھی آپ اپنی اسکرین پر ملاحظہ کریں

(www.faizahmedowaisi.com)

☆ خط لکھتے وقت بامقصد بات لکھیں طوالت سے ہر صورت اجتناب کریں ورنہ جواب دینے میں خاصی دشواری ہوتی ہے جوابی امور کے لیے لفافہ ارسال کرنا نہ بھولیں شرعی، فقہی، سوالات براہ راست دارالافتاء جامعہ اویسیہ کے نام بھیجا کریں۔ (مدیر)

حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کی دینی خدمات پر ایم فل کر رہے ہیں

محترم محمد شہزاد احمد صاحب اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کی تصنیفی، دینی، خدمات پر ایم فل کر رہے ہیں ان کا سارا مقالہ انگلش میں ہوگا۔ جن احباب کو حضور فیض ملت کے حوالے سے کوئی علمی، یادگار واقعہ یاد ہو تو رابطہ کریں۔

محمد شہزاد 03007809412

کلام حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کچھ ایسا کردے میرے پروردگار آنکھوں میں
ہمیشہ نقش رہے روئے یار آنکھوں میں

وہ نور دے میرے پروردگار آنکھوں میں
کہ جلوہ گر رہے رُخ کی بہار آنکھوں میں

بصر کے ساتھ بصیرت بھی خوب روشن ہو
لگاؤں خاکِ قدم بار بار آنکھوں میں

نظر میں کیسے سمائیں گے پھول جنت کے
کہ بس چکے ہیں مدینے کے خار آنکھوں میں

اُنہیں نہ دیکھا تو کس کام کی ہیں یہ آنکھیں
کہ دیکھنے کی ہے ساری بہار آنکھوں میں

یہ دل تڑپ کے کہیں آنکھوں میں نہ آجائے
کہ پھر رہا ہے کسی کا مزار آنکھوں میں

عجب نہیں کہ لکھا لوح کا نظر آئے
جو نقشِ پا کا لگاؤں غبار آنکھوں میں

فرشتوں پوچھتے ہو مجھ سے کس کی اُمت ہو
لو دیکھ لو یہ ہے تصویرِ یار آنکھوں میں

پیا ہے جامِ محبت جو آپ نے نوریؔ
ہمیشہ اس کا رہے گا خمار آنکھوں میں

سانحۂ پشاور پر دہشت گردوں اور ان کے حامیوں کے نام مذمتی پیغام

ان لعینوں کی علی ایسے مذمّت کی جائے
بوٹیاں نوچ کے کتّوں کی ضیافت کی جائے

کاٹ کر ہاتھ بھریں آنکھ میں سیسہ ان کی
اِن پہ جاری کوئی اِن کی ہی شریعت کی جائے

اِن کے قبضوں سے مساجد کو چھڑا کر لوگو
عشق والوں کے سپرد اُن کی امانت کی جائے

ماؤں بہنوں کے کلیجے نہیں پھٹتے دیکھے؟؟؟؟
تم جو کہتے ہو کہ ہاں ان سے رعایت کی جائے؟؟؟؟

ڈر لیا اِن سے جو ڈرنا تھا بس اب اور نہیں
وقت آیا ہے کہ ختم اِن کی امارت کی جائے

جو انھیں مار کے آئے اُسے اپنا سمجھیں
جو اِنھیں ختم کرے اُس کی حمایت کی جائے

دین کو ننگ بنا ڈالا ہے بدبختوں نے
ان کے افعال سے جی بھر کے کراہت کی جائے

ہم نے تقدیس اِنھیں دی یہ مقدس ٹھہرے
دور اب اِن کی غلط فہمی حرمت کی جائے

جو یہ کہتا ہو کہ بدعت ہے محبت کرنا
اُس عقیدے کے ہر اک شخص پہ شدت کی جائے

کل بھی کہتا تھا یہی آج بھی کہتا ہوں کہ ہاں
صرف انسان سے انساں سے محبت کی جائے

نام ظالم کا نہ لے اور مذمّت بھی کرے؟؟
اُس منافق کی ہر اک سانس پہ لعنت کی جائے

آنکھیں ٹھنڈی ہوتی رہیں

جشنِ میلاد پر بہاولپور کے حوالے سے قومی ومقامی اخبارات نے خبریں شائع کیں اس کی ایک جھلک ملاحظہ کریں

بہاولپو(نامہ نگار رخصوصی رپورٹ) ماہِ نور رحمتوں وبرکتوں سے بھرپور ربیع الاول کا مبارک ہلال نظر آتے ہی بہاولپور میں بہار کا سما ہو گیا۔

میلادِ مصطفیٰ کمیٹی سیرانی مسجد کے عہدیدران واراکین کی جانب سے شہر کے مختلف چوکوں میلاد چوک، تاجدارِ ختمِ نبوت (فوارہ) چوک، سرائیکی چوک، فرید گیٹ، یونیوسٹی چوک، لاری اڈہ چوک پر گنبد خصراء شریف سے سجی بڑی اسکرینیں عاشقانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی کرتی رہی۔ زندہ دلانِ بہاولپور کی طرف سے شہر بھر میں آمد مصطفیٰ مرحبا مرحبا عالم اسلام کو جشن عید میلاد النبی مبارک، یا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تیرے دیوانے تجھے سلام کہتے ہیں جیسے عقیدتوں بھرے اشعار والے بینرز شہر میں خوبصورتی پیدا کئے ہوئے تھے۔ دوسری طرف راتوں کے اندھیرے میں منکرینِ میلاد نے بینرز رسکرنیں اتارنے کی مہم تیز کردی۔ میلاد مصطفیٰ کمیٹی کے عہدیداران کا ایک وفد ضلعی انتظامیہ سے ملا صورتِ حال واضح کی کہ بینرز راسکرینیں اتارنے والوں کے خلاف کاروائی کی جائے اور اہل وطن پر واضح ہوا کہ

''سوائے ابلیس کے اس جہاں میں سب ہی تو خوشیاں منا رہے ہیں''

(نمائندہ میلاد مصطفیٰ کمیٹی بہاولپور)

دعائے مغفرت کی اپیل ہے

☆ شیخ الحدیث علامہ پیر ہادی بخش صدیقی نقشبندی (حب چوکی بلوچستان) کے جواں سال صاحبزادے حضرت مولانا محمد بہاؤ الدین صدیقی نقشبندی فوت ہوئے۔

☆ محترم غلام مصطفیٰ اویسی (موچھ میانوالی) کے محترم ومکرم والدگرامی کا انتقال ہوا۔ حاجی محمد سلیم نزد سیرانی مسجد بہاولپور کا انتقال ہوا۔ حافظ الٰہی بخش صاحب شاہدہ بہاولپور فوت ہوئے۔

☆ محترم مہر محمد اشرف صاحب (النور گارڈن لودھراں ربہاولپور) کے محترم ومکرم والدگرامی فوت ہوئے۔

☆ جامعہ اویسیہ بہاولپور کے فاضل ومکرم حضرت علامہ محمد بخش ملک معلم گورنمنٹ ایس ڈی ہائی سکول بہاولپور طویل علالت کے بعد فوت ہوئے۔

اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن

جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں مرحومین کے لیے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی اور قارئین کرام سے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔ (ادارہ)

فضلات رسول پاک ہیں

حضور فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان شیخ القرآن علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ کی کتاب ''فضلات رسول پاک'' ہیں سے اکتساب، یہ کتاب کئی اشاعتی اداروں نے شائع کی اس کو ۱۹۸۹ء میں ماہنامہ ''فیض عالم'' میں قسطوار شائع کیا گیا تھا۔ (ادارہ)

(حضور فیض ملت لکھتے ہیں) ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رات کو بیدار ہوئے ایک مخصوص برتن میں پیشاب فرمایا آپ کی ایک خادمہ جن کا نام اُم ایمن یا برکہ ہے وہ فرماتی ہیں کہ مجھے پیاس لگی تو میں نے پانی سمجھ کر وہ پی لیا، صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دریافت فرمایا تو میں نے عرض کیا وہ میں نے پی لیا آپ نے فرمایا کہ تجھے کبھی پیٹ کی بیماری نہ ہوگی۔

محدثین کرام ملا علی قاری، علامہ شہاب الدین خفاجی نے فرمایا کہ یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے اور اسی لئے دارقطنی محدّث نے امام بخاری اور امام مسلم پر الزام عائد کیا کہ جب یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط کے موافق صحیح تھی تو انہوں نے اس کو اپنی صحیحین میں کیوں درج نہ کیا اگرچہ یہ الزام صحیح نہیں اس لئے کہ شیخین نے کبھی اس بات کا التزام نہیں کیا کہ جو حدیث ہماری مقرر کی ہوئی شرط پر صحیح ہوگی ہم ضرور اس کو اپنی صحیحین میں لائیں گے لیکن دارقطنی کے اس الزام سے یہ بات ضرور ثابت ہوگئی کہ یہ حدیث علی شرط الشیخین صحیح ہے۔

(نسیم الریاض ،الباب الثانی فی تکمیل اللّٰہ تعالٰی لہ المحاسن خلقا وخلقا،فصل فی نظافۃ جسمہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم، الجزء الثانی،الصفحۃ۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

(شرح شفاء ملا علی قاری،الباب الثانی فی تکمیل اللّٰہ تعالٰی لہ المحاسن خلقا وخلقا،فصل فی نظافۃ جسمہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم، الجز ء الاول، الصفحۃ۱۶۴ ،دارالکتب العلمیۃ بیروت)

اس حدیث سے اور اسی مضمون کی دیگر احادیثِ صحیحہ سے جلیل القدر ائمہ دین اور اعلام اُمت محدثین کرام اور فقہاء نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بول مبارک بلکہ جمیع فضلاتِ شریفہ کی طہارت کا قول کیا جیسا کہ حضور فیض ملت مفسر اعظم نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی تصانیف ''فضلات رسول پاک ہیں'' اور ''خوشبو رسول'' میں نقل فرمائی ہیں بلکہ بعض روایات حضراتِ

محدثین وشارحین کرام نے اس مضمون میں وارد فرمائی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بول وبراز مبارک مشک وعنبر سے زیادہ خوشبودار تھا چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح شفاء میں حسب ذیل روایت نقل فرماتے ہیں

وروی أن رجلًا قال رأیت النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم أبعد فی المذھب فلما خرج نظرت فلم أرشیئا ورأیت فی ذلک الموضع ثلاثة أحجار اللاتی استنجی بھن فأخذتھن فاذا بھن یفوح منھن روائح المسک فکنت اذا جئت یوم الجمعة المسجد أخذتھن فی کمی فتغلب رائحتھن روائح من تطیب وتعطر

(شرح شفاء ملا علی قاری،الباب الثانی فی تکمیل اللّٰہ تعالٰی لہ المحاسن خلقا وخلقا،فصل فی نظافة جسمہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم، الجزء الاول، الصفحة ۱۶۲،دار الکتب العلمیة بیروت)

(صحابہ کرام میں سے)ایک مرد سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ضرورت رفع فرمانے کے لئے بہت دُور تشریف لے گئے جب واپس تشریف لائے تو میں نے اس جگہ نظر کی کچھ نہ پایا البتہ تین ڈھیلے پڑے تھے جن سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے استنجا فرمایا تھا میں نے انہیں اُٹھالیا ان ڈھیلوں سے مشک کی خوشبوئیں مہک رہی تھیں، جمعہ کے دن جب مسجد میں آتا تو وہ ڈھیلے آستین میں ڈال کر لاتا ان کی خوشبو ایسی مہکتی کہ وہ تمام عطر اور خوشبو لگانے والوں کی خوشبو پر غالب آجاتی۔

علامہ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری، فتح الباری شرح بخاری میں طہارتِ فضلاتِ شریفہ کا مضمون یوں فرماتے ہیں

وقد تکاثرت الادلة علی طھارة فضلاتہ وعد الأئمة ذلک فی خصائصہ فلا یلتفت الی ماوقع فی کتب کثیر من الشافعیة مما یخالف ذلک فقد استقر الأمر بین ائمتھم علی القول بالطھارة.

(فتح الباری بشرح صحیح البخاری،قولہ باب الماء،الجزء الاول، الصفحة ۲۳۷،بالمطبعة الکبری المیریة ببولاق مصر الحمیة)

بے شک بڑی کثرت سے دلائل قائم ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضلاتِ شریفہ کے طاہر ہونے پر اور ائمہ نے اس کو آپ کے خصائص سے شمار کیا ہے لہٰذا اکثر شافعیہ کی کتابوں میں جو اس کے خلاف واقع ہوا ہے قطعاً قابلِ التفات نہیں اس لئے کہ ان کے ائمہ کے درمیان پختہ اور مضبوط قول طہارتِ فضلات ہی کا ہے۔

اسی طرح علامہ بدرالدین عینی حنفی شارح بخاری عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضلاتِ

شریفہ کی طہارۃ کا قول کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

بے شک بہت سی احادیث اس بارے میں وارد ہوئیں کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خون مبارک پیا ان میں حضرت ابوطیبہ رضی اللہ عنہ حجام ہیں اور ایک قریشی لڑکا ہے جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پچھنے لگائے تھے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خون اقدس پیا، روایت کیا ہے اسے بزار نے اور طبرانی نے اور حاکم نے اور بیہقی نے اور ابونعیم نے حلیہ میں اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے بھی مروی ہے انہوں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خونِ اقدس پیا، نیز مروی ہے کہ حضرت اُم ایمن نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بول مبارک پیا اس حدیث کو حاکم نے دارقطنی نے اور ابونعیم نے روایت کیا اور طبرانی نے اوسط میں ابورافع کی عورت سلمیٰ کی روایت میں اخراج کیا کہ سلمیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا غسل میں استعمال کیا ہوا پانی پیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس پانی کی وجہ سے تجھ کو دوزخ پر حرام فرما دیا بعض کا قول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم احکامِ تکلیفیہ میں دیگر مکلفین کی طرح ہیں سوائے اس چیز کے جو دلیل سے خاص ہو، میں کہتا ہوں کہ اس قول سے تو لازم آتا ہے کہ (معاذ اللہ) عام لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مساوی ہو جائیں اور ایسی بات سوائے جاہل غبی کے اور کوئی نہیں کہہ سکتا، بھلا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مرتبہ کو لوگوں کے مرتبہ سے کیا نسبت اور یہ کوئی ضروری نہیں کہ دلیل خصوص ہمیشہ نقل ہی سے ہو حقیقت یہ ہے کہ ان چیزوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اپنے غیروں سے ممتاز ہونا ایسی بات ہے جس میں عقل کو بھی دخل ہے اور میرا اعتقاد تو یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر غیر کا قیاس نہیں کیا جا سکتا، اور اگر کوئی شخص اس کے خلاف کچھ کہتا ہے تو میرے کان اس کے سننے سے بہرے ہیں۔

منکرینِ شانِ رسالت وہابیہ ذرا اس نورانی بیان کو پڑھیں اور اپنی بدعقیدگی کا علاج کریں

ولکن وھابیة قوم لایعقلون

اسی طرح امام قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب اللدنیہ شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تمام فضلاتِ شریفہ کی پاکیزگی اور طہارت کا حسبِ ذیل عبارت میں نورانی بیان فرماتے ہیں

وروی أنه کان یتبرک ببوله ودمه صلی اللّٰه علیه و آلهٖ وسلم

(المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة، المقصد الثالث، الفصل الاول فی کمال خلقته وجمال صورته صلی اللّٰه علیه وسلم وشرفه وکرمه، الجزء الثانی، الصفحة ۳۱۶، المکتب الاسلامی بیروت)

مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بول مبارک (پیشاب) اور خون مبارک سے برکت حاصل کی جاتی تھی۔
آگے چل کر فرماتے ہیں

وفی کتاب الجوهر المكنون فی ذکر القبائل والبطون :أنه لما شرب، أی عبد الله ابن الزبیر، دمه تضوع فمه مسكا، وبقیت رائحته موجودة فی فمه الی أن صلب رضی الله تعالیٰ عنه۔

(المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة،المقصد الثالث، الفصل الاول فی كمال خلقته وجمال صورته صلی اللّٰه علیه وسلم وشرفه وكرمه، الجزء الثانی،الصفحة۳۱۷، المكتب الاسلامی بیروت)

کتاب جوہر مکنون فی ذکر القبائل والبطون میں ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جب حضور کا خونِ مبارک پیا تو ان کے منہ سے مشک کی خوشبو مہکی اور وہ خوشبو ان کے منہ میں انہیں سولی دیئے جانے تک باقی رہی۔
آگے چل کر اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں

قال النووی فی شرح المهذب واستدل من قال بطهارتهما بالحدیثین المعروفین أن أبا طیبة الحجام حجمه صلی اللّٰه علیه وآلهٖ وسلم وشرب دمه ولم ینكر علیه، وأن امراة شربت بوله صلی اللّٰه علیه وآله وسلم فلم ینكر علیها، وحدیث أبی طیبة ضعیف، وحدیث شرب البول صحیح رواه الدارقطنی وقال هو حدیث حسن صحیح وذلک كاف فی الاحتجاج لكل الفضلات قیاسا، ثم ان القاضی حسینا قال الأصح القطع بطهارة الجمیع انتهیٰ

(المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة،المقصد الثالث، الفصل الاول فی كمال خلقته وجمال صورته صلی اللّٰه علیه وسلم وشرفه وكرمه، الجزء الثانی،الصفحة۳۱۸، المكتب الاسلامی بیروت)

علامہ نووی نے شرح مہذب میں فرمایا اور استدلال کیا ان لوگوں نے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حدیثین معروفین یعنی بول وبراز (پیشاب پاخانہ) کی پاکی اور طہارت کے قائل ہیں اس حدیث سے کہ حضرت ابوطیبہ حجام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پچھنے لگائے اور آپ کا (پچھنوں سے نکلا ہوا) خون پی گئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان پر انکار نہ فرمایا نیز ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بول مبارک (پیشاب مبارک) پی لیا اور اس پر بھی آپ نے انکار نہ فرمایا، ابوطیبہ والی حدیث ضعیف ہے اور بول مبارک پینے کی حدیث صحیح ہے، اسے دارقطنی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن صحیح

ہے، اور یہ حدیثیں ایک کا دوسرے پر قیاس کر کے تمام فضلات شریفہ کی طہارۃ ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں، اس کے بعد علامہ نووی نے فرمایا کہ قاضی حسین کا قول اس مسئلہ میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تمام فضلات شریفہ کو قطعاً طیب وطاہر مانا جائے۔

اسی طرح نسیم الریاض، زرقانی شرح مواہب،، مدارج النبوۃ وغیرہ معتبر کتابوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضلات شریفہ کی طہارۃ منصوص ومرقوم ہے، علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس مسئلہ کو شامی میں یوں لکھا
اور صحیح قرار دیا بعض ائمہ شافعیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیشاب مبارک اور باقی تمام فضلات شریفہ کی طہارت اور پاکیزگی کو اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جیسا کہ مواہب میں عینی شرح بخاری سے نقل کیا ہے اور اس کی تصریح علامہ ببری نے شرح اشباہ میں فرمائی اور حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بول مبارک اور تمام فضلات شریفہ کی پاکی اور طہارۃ پر قوی دلیلیں قائم ہیں اور ائمہ نے اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خصائص کریمہ میں شمار کیا ہے اور بعض علماء نے ملا علی قاری کی شرح مشکوٰۃ سے نقل کیا انہوں نے فرمایا کہ ہمارے اکثر اصحاب حنفیہ کا اس مسئلہ میں پسندیدہ قول یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جمیع فضلات شریفہ طیب وطاہر اور پاک ہیں اور ملا علی قاری نے اپنی شرح علی الشمائل ''باب ما جاء فی تعطرہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' میں طہارت فضلات شریفہ کو ثابت کرنے کے لئے پوری تحقیق کے ساتھ طویل کلام فرمایا ہے۔

طہارتِ فضلات شریفہ کے ثبوت میں جلیل القدر علماء محدثین کی اتنی بے شمار عبارتیں ہیں کہ اگر ان تمام کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم جلد تیار ہو جائے، ان تمام دلائل کے بعد اتمام حجت کے لئے دیوبندیہ کے صرف دو مقتداؤں کی دو مختصر عبارتیں نقل کرتے ہیں۔

ملاحظہ کیجئے مولوی انور علی شاہ کشمیری نے اپنی کتاب ''فیض الباری شرح بخاری'' میں لکھا جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔
امام بخاری نے باب ''استعمال فضل وضوء الناس'' منعقد کر کے ماءِ مستعمل کی طہارت کا قول فرمایا اس قول کے ثبوت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ماءِ مستعمل کی طہارۃ سے استدلال کیا مگر یہ استدلال میرے نزدیک محلِ نظر ہے، اگرچہ فی نفسہٖ مسئلہ درست ہے، استدلال کے صحیح نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ علماءِ اُمت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضلات شریفہ کی طہارت کی طرف گئے ہیں، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضلات پاک ہیں تو وضو سے بچا ہوا پانی کیوں پاک نہ ہوگا؟ لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماءِ مستعمل کے پاک ہونے سے مطلقاً ہر ایک کے مستعمل پر حجت قائم نہیں ہوسکتی۔ الخ

(فیض الباری علی صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب استعمال فضل وضوء الناس، حدیث ۱۸۸، الجزء الاول، الصفحة ۳۸۷، دار الکتب العلمیة بیروت)

دیکھئے! دیوبند کے مولوی انور شاہ کشمیری نے طہارت فضلات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علماء اُمت کا مذہب بتایا۔

اس کے بعد نشر الطیب میں دیوبند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کیا فرمارہے ہیں

اور مروی ہے کہ آپ جب بیت الخلاء میں جاتے تھے تو زمین پھٹ جاتی اور آپ کے بول و براز کو نگل جاتی اور اس جگہ نہایت پاکیزہ خوشبو آتی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسی طرح روایت کیا ہے اور اسی لئے علماء آپ کے بول و براز کے طاہر ہونے کے قائل ہوئے ہیں۔ ابوبکر بن سابق مالکی اور ابو نصر نے ان کو نقل کیا ہے اور مالک بن سنان یوم اُحد میں آپ کا خون (زخم کا) چوس کر پی گئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو کبھی دوزخ کی آگ نہ لگے گی اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کا خون جو پچھنے لگانے سے نکلا تھا پی لیا تھا اور آپ کی خادمہ اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کا بول پی لیا تھا سو ان کو ایسا معلوم ہوا جیسا شیریں نفیس پانی ہوتا ہے۔

(نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، شیم الطیب ترجمہ شیم الحبیب، وصل چہارم آپ کے طیب و مطیب ہونے میں، صفحہ ۱۴۶، مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور)

تھانوی صاحب نے احادیث سے ثابت کیا ہے کہ جس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بول و براز فرمادیا وہاں نہایت پاکیزہ خوشبو آتی تھی اور تھانوی صاحب ہی فرمارہے ہیں کہ اُم ایمن نے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بول مبارک پیا تو انہیں ایسا محسوس ہوا کہ جیسے شیریں نفیس پانی ہوتا ہے۔

ایمان سے کہئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات شریفہ کے یہ پاکیزہ اوصاف مادی کثافتیں ہیں یا نورانی لطافتیں۔

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جلوس اور دیگر مذہبی تقریبات میں باوضو سر پر عمامہ شریف یا ٹوپی پہن کر ذکر اللہ اور درود شریف کا ورد کرتے ہوئے شریک ہوں۔

صاحب دلائل الخیرات شریف ابوعبداللہ محمد بن سلیمان الجزولی علیہ الرحمہ

دلائل الخیرات درود شریف کی وہ بابرکت کتاب ہے جو جملہ سلاسل کے صالحین کے اوراد میں شامل ہے قربِ حضوری حاصل کرنے کے لیے اس کی تلاوت آزمودہ وظیفہ ہے۔ فقیر گذشتہ کئی سالوں سے اپنے حضور قبلہ وکعبہ سیدی وسندی والد گرامی حضرت فیض ملت مفسر اعظم پاکستان محدث بہاولپوری نوراللہ مرقدہٗ کے ہمراہ اور اب ان کے وصال کے بعد بھی حرمین طیبین کی حاضری سے نوازا جاتا رہا ہے اللہ کرے یہ سعادت زندگی بھر نصیب رہے اور درحبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پہ قصہ تمام ہو (ایں دعا من وجملہ جہاں آمین باد) مواجہہ شریف کے سامنے کئی عشاق دلائل الخیرات شریف لئے مصروف تلاوت ہوکر بارگاہ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی حاضری پیش کئے ہوتے ہیں صاحب **دلائل الخیرات شریف** کے مصنف کا تعارف قارئین کرام کے ذوق کے لیے اپنے قبلہ والد گرامی علیہ الرحمہ کی تصنیف ''**شرح دلائل الخیرات شریف**'' سے لیا ہے۔

(الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی)

دلائل الخیرات شریف کے عظیم مصنف کا اسم گرامی الشیخ الامام العارف الکامل قطب الاقطاب فرید العصر ابوعبداللہ محمد بن سلیمان الجزولی السملالی ہے۔ آپ حسنی سادات سے تھے اور اکیس واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت سیدنا امام حسن بن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے جاملتا ہے آپ کے والد قبیلہ جزولہ اور سہلالہ کے امیر لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے جن کی سکونت ضلع سوس اقصیٰ ملک بربر افریقہ تھی۔ آپ نے مدینہ فاس میں علم حاصل کیا اور جامعہ قروتبین کے کتب خانہ میں سالہا سال عزت گزینی اور مطالعہ کے بعد آپ نے دلائل الخیرات کو مرتب کیا پھر آپ فاس سے ساحلی علاقہ کی طرف تشریف لائے اور وہاں کے عارف کامل شیخ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ پھر ریاضت وعبادت کے لئے آپ چودہ سال خلوت گزین رہے۔ اس طویل خلوت میں مدارجِ سلوک طے کرنے کے بعد دین کی تبلیغ اور نشر واشاعت کے لئے آپ نے جلوت اختیار کی بے شمار لوگ آپ کے دستِ حق پر تائب ہوئے اور آپ کا چرچا اکنافِ عالم میں پہنچ گیا اور آپ سے بے شمار کرامات اور عظیم خوارق رونما ہوئے۔ آپ کے اوصاف وکمالات میں غور وفکر کرنے سے عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے آپ کتاب وسنت کے سختی سے پابند تھے اور ہمہ وقت اوراد ووظائف میں مشغول رہتے۔ آسفی شہر کے والی نے آپ کو وہاں سے نکال دیا۔ آپ نے موضع آفرغال جو مطرازہ کے علاقوں میں ایک مشہور بستی ہے وہاں آکر اقامت اختیار کی اور اپنے مریدین کی تربیت میں مشغول رہنے لگے۔ آپ کی برکت سے ان کے دل نورِ الٰہی سے جگمگانے لگے اور اسرار ومعارفِ تصوف ان پر آشکار ہونے لگے۔ آپ ہی کی برکت سے تمام بلادِ مغرب

میں لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے کا شوق بے پایاں پیدا ہوا آپ کی شہرت ملک کے کونے کونے میں پہنچی اور آپ کے معتقدین بستی بستی میں پائے جانے لگے آپ کی برکت سے ملک کو حیات نوارزانی ہوئی اور طریقہ تصوف جو اس علاقہ میں مٹ چکا تھا پھر زندہ ہو گیا۔ آپ کے خلفاء میں ایسے ایسے کامل بزرگ تھے جنہوں نے اس سلسلہ کے فیض کو دور دراز علاقوں تک پہنچایا ان میں سے ایک بزرگ ابو عبداللہ محمد الصغیر السہلی دوسرے الشیخ محمد عبدالکریم المنز اری بہت مشہور ہیں آپ کی اور آپ کے مخلص تلامذہ کی کوششوں سے معرفت الٰہی کا نور عام ہوا اور دلوں کی دنیا اس کے انوار سے جگمگانے لگی۔ بارہ ہزار چھ سو پینسٹھ (۱۲۶۶۵) آپ کے وہ کامل مرید تھے جو مقامِ ولایت پر فائز ہوئے۔ زہر خورانی سے آپ کا وصال صبح کی نماز کی پہلی رکعت کے دوسرے سجدہ میں یا دوسری رکعت کے پہلے سجدہ میں ہوا۔

تاریخ وصال

۱۶ ربیع الاول شریف ۸۷۰ھ ہے۔ آپ کو آپ کی مسجد کے صحن میں نماز ظہر کے بعد دفن کیا گیا آپ کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔

کفن میلا نہیں ہوتا

آپ کے وصال کے ستتر (۷۷) سال بعد آپ کے جسم مبارک کو سوس سے مراکش منتقل کیا گیا اور ریاض العروس کے مقبرہ میں آپ کو دفن کیا گیا اور آپ کی مرقد پر روضہ تعمیر ہوا۔ جب آپ کو آپ کی قبر سے نکالا گیا تو آپ کا جسم بالکل تروتازہ تھا جیسے آج ہی دفن کیا گیا ہو۔ زمین نے آپ پر کوئی اثر نہ کیا تھا اور اتنی طویل مدت کے بعد آپ کے جسم پر کوئی تغیر ظہور پذیر نہیں ہوا۔ آپ کی داڑھی مبارک اور سر مبارک کے بال ایسے تھے جیسے آج ہی کسی حجام نے حجامت بنائی ہو۔ بعض لوگوں نے آپ کے چہرے پر انگلی رکھ کر دبائی خون وہاں سے ہٹ گیا اور جب انگلی اٹھائی تو خون اپنی جگہ پر لوٹ آیا جس طرح زندہ آدمی کے ساتھ ہوا کرتا ہے آپ کا مزار پرانوار مراکش میں ہے جس پر بڑا رعب وجلال کا سماں طاری ہے۔ لوگ زیارت کے لئے جوق در جوق حاضر ہوتے ہیں اور **دلائل الخیرات** بکثرت پڑھی جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت ابو عبداللہ محمد بن سلیمان الجزولی السملالی کے بکثرت درود پڑھنے سے آپ کی قبر سے کستوری کی خوشبو آتی ہے آپ کا تعلق سلسلہ شاذلیہ سے ہے۔ **دلائل الخیرات** کے علاوہ تصوف میں آپ کی بہت سی تصنیفات ہیں۔

ختم گیارویں شریف قرآن وحدیث کی روشنی میں (سوالات وجوابات)

افاضات: حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ

دورِ حاضر میں اہلِ حق و اہلِ محبت کے ہر اچھے کام پر اعتراض کرنا منکرینِ شانِ محبوبانِ خدا کا مشغلہ بن گیا ہے۔ آپ کا رسالہ ''فیض عالم'' بہاولپور جب آپ کے پاس پہنچے گا تو آقا کریم روف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقعہ پر ماہ مقدس ربیع الاول شریف میں اہل اسلام جشن میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انتہائی عقیدت واحترام سے منا کر غلامی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت دے رہے ہونگے اور منکرین محافلِ میلاد پر طرح طرح کے بے جا اعتراض کر کے اتحادِ امت کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ الحمد للہ علماءِ حق اہلسنت ان کے بے تکے اعتراضات کے مدلل ومحقق جوابات دیتے ہیں اسی طرح آنے والے ماہ ربیع الآخر میں حضور شہنشاہ بغداد پیر پیراں میر میراں سلطان الاولیاء حضرت الشیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہٗ کی گیارہویں شریف جہاں اہل اسلام عقیدت واحترام سے مناتے ہیں تو وہاں منکرین شان اولیاء کرام ختم گیارویں شریف پر اعتراضات کر کے نہ صرف اپنے وقت کا ضیاع کرتے ہیں بلکہ (فرمان خداوندی بحوالہ حدیث قدسی) ''مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ'' (جس نے میرے ولی سے دشمنی رکھی اس کے لیے میرا اعلان جنگ) کے مرتکب ہوتے ہیں۔ زیر مضمون ''ختم گیارویں شریف پر اعتراضات کے جوابات'' حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان حضرت علامہ الحاج محمد فیض احمد اویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ کا ہے اس کا آپ خود مطالعہ کریں اور احباب کو بھی پڑھائیں۔ (ادارہ)

''قدم گردنِ اولیاء پر ہے تیرا''

قطب الاقطاب حضور غوث الاعظم الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اسلام کے وہ جلیل القدر عظیم المرتبت ولی کامل ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے قطبیت کبریٰ سے نوازا آپ کا فرمان ہے۔

''قدمِی ھٰذہ علٰی رقبۃ کُلِّ ولِیِّ اللّٰہ'' میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

روایت ہے کہ اس فرمان کو سنتے ہی خواجہ خواجگان سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اس وقت خراسان کے علاقہ میں محوِ عبادت تھے۔ آپ نے وہیں اپنا سر مبارک جھکا دیا اور بڑے ادب کے ساتھ عرض کیا حضور والا گردن پر کیا بلکہ میرے سر پر آپ کا مبارک قدم ہے۔ (سیرۃ غوث الثقلین، صفحہ ۸۴، قادری کتب خانہ سیالکوٹ)

شیخ المشائخ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے جب اس ارشادِ غوثیہ کے بارے میں استفسار کیا گیا تو فرمایا

''علٰی عینِی اوعلی بصیرتی'' آپکا قدم مبارک میری آنکھ اور بصیرت پر بھی ہے۔

(تفریح الخاطر، المنقبة العاشرة فی استفاضة شاہ النقشبندی من الغوث الاعظم فی الرؤیا رضی اللّٰہ تعالٰی عنهما، الصفحة ۲۵، مطبوعه مصر)

اس سے ثابت ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا قدم برگردن اولیاء نہ صرف اپنے زمانہ کے اولیاء کرام کے لیے ہے بلکہ تا قیامت آنے والے اولیاء کے لیے ہے۔ یہ ایک مسلم مسئلہ ہے کہ تمام سلاسلِ روحانیہ کے اولیاء کو حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے توسل سے فیض ملتا ہے آپ کے فیضان کا سلسلہ دنیا کے کونے کونے تک پہنچ رہا ہے۔

اس کی مزید تفصیلات جاننے کے لیے ''تحقیق الاکابر فی قدم الشیخ عبدالقادر'' (مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور) کا مطالعہ کریں۔ اس ابتدائی بات کے بعد اصل گیارویں شریف کے بارے کچھ عرض کرنا ہے اور منکرینِ شانِ محبوبانِ خدا کی طرف سے گیارہویں شریف کے متعلق اٹھائے گئے اعتراضات مع جوابات پیش کرنے ہیں جو وہ اپنی تقاریر اور کتابوں میں کرتے رہتے ہیں۔

گیارہویں شریف کا کیا ثبوت ہے؟ اس کا آغاز کب سے ہوا مع حوالہ جواب دیں۔

جواب۔ یہ وہابیہ کا بڑا اہم اعتراض ہے جو سادہ لوح لوگوں سے کر کے انہیں گمراہ کرنے کوشش کرتے ہیں اس کا جواب خوب یاد کریں کہ جملہ سلاسلِ تصوف کے مسلمان ہر ماہ چاند کی گیارہ یا کسی بھی تاریخ کو سیدنا غوث الاعظم جیلانی قطب ربانی شہنشاہ بغداد رضی اللہ عنہ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے اور آپ کی روح پر فتوح کو ایصالِ ثواب ختم قرآن پاک، اوراد وظائف صدقہ وخیرات کرتے ہیں بعض مقامات پر تقریب کا اہتمام ہوتا ہے اس میں تلاوت و نعت شریف بیانات کے بعد درود وسلام اور لنگر شریف کا انتظام بھی ہوتا ہے اس کا نام ختم گیارہویں شریف اس لیے مشہور ہو گیا کہ بادشاہان اسلام سابقہ ادوار میں ملازمین کی تنخواہیں چاند کی دس تاریخ کو دیا کرتے تھے لہٰذا مسلمان گیارہویں شب کو بارگاہِ غوثیت میں صدقہ وخیرات کا نذرانہ پیش کر کے ڈھیروں ثواب حاصل کرتے تھے۔ اس یہ ختم گیارہویں شریف کے نام سے موسوم ہو گیا شیخ المحدثین فی الہند حضرت الشاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنے ملفوظات عزیزی میں اور سندالمحدثین الشیخ شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی تصنیف اخبار الاخیار میں اور شہزادہ دارشکوہ نے سفینۃ الاولیاء میں، حضرت شاہ ابوالعالی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ قادریہ میں لکھا ہے کہ درگاہِ عالیہ بغداد شریف میں ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو ختم غوثیہ شریف برائے سیدنا حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ ہوتا ہے۔

سلف الصالحین کی اس وضاحت سے یہ معلوم ہوا کہ ختم گیارہویں شریف اہل اسلام کا معمول چلا آرہا ہے دیوبند اور وہابیہ کا

یہ اعتراض اولیاء کرام کے ساتھ عداوت پر مبنی ہے۔لفظ گیارویں شریف کے بعد مقصد گیارویں شریف بھی ذہن نشین رہے ایصالِ ثواب ؒ اوروہ یہ کہ گیارہویں شریف ،قل خوانی ،ختم دسواں،چہلم محبوبانِ خداکے اعراس مبارکہ یہ سب امورِ خیر صدقہ وخیرات کی صورتیں ہیں ان سب کا اصل مقصد ایصال ثواب (یعنی اہل اسلام کونیکیوں کا ثواب پہچانا ہے) صرف نام کی تبدیلی ہے اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ نام کے بدلنے سے کام نہیں بدلتا اس کی مزید وضاحت کے لیے رسالہ ''بدعت ہی بدعت'' کامطالعہ کریں۔

شریعت مطہرہ میں فوت شدگان اہل اسلام بلخصوص بزرگانِ دین اولیاء کاملین کے لیے ایصال ثواب کرنا انتہائی مسنون عمل ہے۔

دعاءمغفرت کاواضح ثبوت

قرآن وحدیث میں فوت شدہ اہل ایمان کے لیے دعاء مغفرت کی تاکید کی گئی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِیْنَ جَآءُ وْمِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ۔

(پارہ ۲۸،سورۃ الحشر، آیت ۱۰)

اور جوان کے بعدآئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہم کوبخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اس آیتِ مبارکہ میں اپنے اور اہل اسلام فوت شدگان کے لیے دعائے مغفرت کرنے کی توصیف کی گئی ہے۔حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اس آیت کےتحت فرماتے ہیں۔

وَقَدْنَقَلَ غَیْرُوَاحِدِالْاِجْمَاعَ عَلٰی اَنَّ الدُّعَاءَ یَنْفَعُ المیت و دَلِیْلُہٗ مِنَ الْقُرْآنِ قَوْلُہٗ تعالیٰ وَالَّذِیْنَ جَآءُ وْمِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور،باب ماینفع المیت فی قبرہ،الصفحۃ ۳۰۵،مکتبۃ دارالمدنی القاھرۃ)

اوراس امر پر بہت سے علماء کرام نے اجماع امت نقل کیا ہے کہ بے شک دعاء میت کے لیے نافع ہے اس کی دلیل قرآن پاک کی آیت کریمہ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ ہے۔

قبر میں میت کو دعا کا فائدہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

مَا الْمَيِّتُ فِى القبرِ الاّ كَالْغَرِيْقِ الْمُتغوث يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحقهُ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ او صَدِيْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَ مَافِيْهَا وَاِنَّ اللّٰهَ تعالىٰ لَيَدْخُلُ عَلىٰ اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الاَرْضِ اَمْثَالَ الجِبَالِ وَاِنَّ هَدْيَةَ الاَحْيَاءِ اِلَى الاَمْوَاتِ الاِسْتِغْفَارُ لَهُم.

(مشكاة المصابيح، كتاب الدعوات، باب الاستغفار والتوبة، الفصل الثالث، حديث ۲۳۵۵، الجزء الثاني، الصفحة ۲۸ ۷، المكتب الاسلامى بيروت)

(الجامع لشعب الأيمان، الرابع والستون من شعب الايمان، فصل فى زيارة القبور، حديث ۸۸۵۵، الجزء الحادى عشر، الصفحة ۴۷۲، مكتبة الرشد الرياض)

مردہ قبر میں ایک ڈوبنے والے غوطہ کھانے والے کی طرح ہوتا ہے۔ وہ انتظار کرتا ہے کہ باپ، ماں، بہن، بھائی یا دوست کی دعا کا جب اس کو کوئی دعا ملتی ہے تو اس کو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ زمین والوں کی دعاؤں کو پہاڑ جیسا بلند فرما کر اس کو ثواب عطا فرماتا ہے اور زندوں کا ہدیہ مردوں کے لیے استغفار ہے یعنی وفات شدہ افراد کی مغفرت کے لیے دعا کرتے رہنا زندوں کا وفات شدہ افراد کے لیے ہدیہ وتحفہ ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِى الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنّٰى لِىْ هٰذِهٖ فَيَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ

(مسند الامام احمد بن حنبل، مسند أبى هريرة، حديث ۱۰۸۹۰، الجزء الرابع، الصفحة ۸۶۳، دار الكتب العلمية بيروت)

(مشكاة المصابيح، كتاب الدعوات، باب الاستغفار والتوبة، الفصل الثالث، حديث ۲۳۵۴، الجزء الثاني، الصفحة ۷۲۷، المكتب الاسلامى بيروت)

''اللہ عزوجل اپنے نیک بندے کے درجہ کو جنت میں بلند فرماتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے کہ میرے پروردگار مجھے یہ درجہ کیسے ملا؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیرے لڑکے کی دعائے مغفرت کرنے سے۔

ان آیات واحادیث سے واضح ہوا کہ اہل اسلام کی دعا مسلمان فوت شدگان کے لیے مغفرت ورفع درجات کا باعث ہے مسلمان قبروں میں دعاؤں کے انتظار میں ہوتے ہیں اور دعاؤں کی برکت سے ان پر پہاڑوں کی مثل رحمتیں نازل ہوتی ہیں گناہ معاف ہوتے ہیں اور جنت میں ان کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

ختم گیارہویں شریف اور دیگر ایصالِ ثواب کی محافل میں مسلمان فوت شدگان کے لئے دعائیں کی جاتی ہیں اور دعاؤں کی افادیت کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

ایصال ثواب ﴾ ایصالِ ثواب کا شرعی مفہوم یہ ہے کہ مسلمان کا اپنی ہر قسم کی عبادت کا ثواب کسی مسلمان (میت یا زندہ) کو ہبہ کر دینا۔

ایصال ثواب سنت نبوی ہے ﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مینڈھا ذبح کیا اور فرمایا

هَذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي

(سنن ابی داؤد، کتاب الضحایا، باب فی الشاة یضحی بها عن جماعة، حدیث ٢٨١٠، الجزء الثالث الصفحة ٩٩، المکتبة العصرية صيدا بيروت)

یہ قربانی میری طرف سے ہے اور میری امت میں سے ہر اس شخص کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی۔

اس حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ اپنے عمل کا ثواب دوسروں کو ہبہ کر دینا حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم فوت شدگان کیلئے دعائیں کرتے ہیں اور ان کی طرف سے صدقات وخیرات اور حج کرتے ہیں کیا یہ چیزیں انہیں پہنچتی ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک یہ چیزیں ان کو پہنچتی ہیں اور وہ ان سے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تم ایک دوسرے کے ہدیہ سے خوش ہوتے ہو۔

اس حدیث پاک سے ایصال ثواب کے جواز کے بارے میں فیصلہ نبوی کے علاوہ یہ بھی ثابت ہوا کہ جن ارواح کو مسلمان ثواب پہنچاتے ہیں وہ ثواب پہنچانے والوں پر خوش ہو جاتی ہیں اور ظاہر ہے کہ ختم گیارہویں اور دیگر تمام ختموں میں نیکیوں کا ثواب حضور سرور دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء کرام، صدیقین، شہداء اور تمام اولیاء کرام بلکہ جملہ مسلمین اولادِ آدم علیہ السلام کی ارواح کو پہنچایا جاتا ہے تو حدیث پاک کی رو سے یہ ثابت ہوا کہ تمام روحیں ایصال الثواب کے لیے ختم دلانے والوں پر خوش ہو جاتی ہیں۔

☆ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ مَرَّ علی الْمَقَا بر وَقَرَا قُلْ هُوَ اللّٰہُ اَحَداحدیٰ عَشرَةَمَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ أَجرَهُ لِلأموات أُعْطِیَ مِنَ الا

اَجْرِ بعَدَدَ الامْوَاتِ

(شرح الصدور بشرح حال الموتی و القبور، باب فی قراء ة القرآن للمیت أو علی القبر، الصفحة ۳۱۱، مکتبة دار المدنی القاهرة)

''جو شخص قبرستان سے گزرے اور گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے پھر اس کا ثواب اموات کو بخش دے تو اسے مردوں کی تعداد کے برابر نیکیوں کا اجر و ثواب ملے گا'' اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اہل اسلام فوت شدگان کا نیکیوں کے ذریعے بھلا کرنے کے سبب نامہ اعمال میں اتنا زیادہ اضافہ ہوتا ہے کہ اس کا اندازہ بہت مشکل ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مخلوقِ خدا کے ساتھ محبت و ہمدردی کی وجہ سے اموات کی تعداد کے برابر نیکیوں کا ثواب عطاء کیا جاتا ہے کیونکہ اللہ رب العزت کے خزانوں میں اتنی وسعت ہے کہ عقلِ انسانی ان کے سمجھنے سے عاجز و قاصر ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہوا کہ مسلمان اپنے ہر طرح کے اعمال صالحہ کا ثواب اہل اسلام مرحومین کو بخش سکتا ہے۔ یہ عمل سنت نبوی، سنت صحابہ، سنت سلف صالحین ہے۔

☆ حضرت امام ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری فرماتے ہیں کہ

اِتَّفَقَ اَهْلُ السُّنَّةِ انَّ الأمْوَاتَ يَنْتَفِعُوْنَ مِنْ سَعْيِ الْاَحْياءِ

(منح الروض الازهر فی شرح الفقه الاکبر، مسائل ملحقة بشرح الفقه الأکبر، الصفحة ۳۷۳، دار البشائر الاسلامیة بیروت)

اہلسنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فوت شدگان زندوں کے عمل سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

البتہ فرقہ معتزلہ میت کے لیے دعا اور ایصالِ ثواب کا انکار کرتا تھا دورِ حاضر میں وہابیہ، دیوبندیہ میت کے لیے دعا اور ایصال ثواب کا علی الاعلان انکار تو نہیں کرتے لیکن مختلف حیلے بہانے سے دعا و ایصال ثواب کی مروجہ صورتیں ختم گیارہویں شریف، قلخوانی، جمعراتیں، عرس مبارک وغیرہ کی مخالفت کرتے ہیں ان کے اعتراضات میں ایک کا تفصیلی جواب آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

ایصال ثواب کے لیے دن مقرر کرنا کیسا؟

اعتراض نمبر۲ ۞ ایصال ثواب کے لیے دن مقرر کرنا شرعاً جائز نہیں ہے کیونکہ عہد نبوی اور خلفاء راشدین و صحابہ کرام سے تاریخ مقرر کر کے ایصال ثواب کرنا ثابت نہیں فلہٰذا گیارہویں، تیجہ، چہلم، عرس وغیرہ بدعت ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ ''کُل بِدْعةِ ضَلالَةَ'' ہر بدعت گمراہی ہے۔

جواب ۞ اس اعتراض کا الزامی جواب یہ ہے کہ اگر گیارہویں وغیرہ کے لیے دن مقرر کرنا بدعت ہے تو تمام مساجد میں نماز باجماعت کے اوقات مقرر کرنا کہاں کا اسلام ہے یہ بھی تو بدعت ہیں کیونکہ عہد نبوی اور صحابہ کرام کے دور میں نہ گھڑیاں تھیں اور نہ ہی موجودہ مقررہ اوقات کی طرح ہر جماعت کا وقت مقرر تھا آج ہر مسجد میں گھڑیاں آویزاں ہیں ہر جماعت کے لیے گھنٹے منٹ مقرر ہیں جسے کوئی بھی بدعت یا دین میں اضافہ قرار نہیں دیتا۔اس طرح کی ہزاروں بدعتیں دین میں اپنائی گئی ہیں (تفصیل کے لیے رسالہ بدعت ہی بدعت کا مطالعہ کریں) کسی کو خیال نہیں آتا کہ ان بدعات کے خلاف اعلانِ جہاد کر کے ختم کرائے۔

دراصل بدعت بدعت کی گردان کرنے والوں کو صرف میلاد شریف، ختم گیارہویں شریف کی تاریخ مقرر کرنے پر بدعت یاد آتی ہے حالانکہ عبادات کی دو قسم ہیں (۱) وہ جن کے اوقات اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، قربانی وغیرہ

(۲) وہ جن کے اوقات اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی مرضی پر چھوڑ دیئے ہیں جب چاہیں ادا کر لیں جیسے درود و سلام بر سید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، تلاوت قرآن، تعلیم و تبلیغ اسلام، ایصالِ ثواب دعائے خیر وغیرہ اس طرح دوسری قسم کی عبادت کے لیے وقت کی کوئی قید نہیں اہل اسلام اپنی سہولت کے لیے وقت مقرر کر سکتے ہیں شرعی لحاظ سے کوئی حرج نہیں نہ کوئی گناہ بلکہ ثواب کا ذخیرہ جمع ہوتا ہے۔

☆ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے وعظ کے لیے جمعرات کا دن مقرر کیا ہوا تھا۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب العلم، الفصل الاول، حدیث ۲۰۷، الجزء الاول، الصفحۃ ۷۲، المکتب الاسلامی بیروت)

حالانکہ شریعت میں وعظ کرنے کے لیے کوئی وقت کی قید نہیں دورِ حاضرہ میں تمام مسالک کے قائدین نے اپنے اجتماعات کے لیے وقت مقرر کیے ہوئے ہیں تمام مدارس کے سالانہ جلسہ ہائے دستارِ فضیلت کی تاریخیں مقرر ہیں کسی عالم دین نے ان امور کے لیے تاریخ مقرر کرنے کو دین میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔

ازالہ وہم ۞ حضور فیض ملت لکھتے ہیں کہ دین کے ہر نئے کام کو بدعت و گمراہی قرار دینا حماقت و جہالت ہے اس صورت میں اسلام کے بہت سارے امور بدعت و گمراہی کی زد میں آجائیں گے جس کی تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ ''بدعت ہی بدعت'' اور ''بدعاتِ قرآن'' ''بدعت محاریب'' وغیرہم میں لکھ دی ہے یہاں صرف چند نمونے عرض ہیں۔ مثلاً قرآن کے اعراب، تیس پاروں کی ترتیب، مساجد و محراب اور میناران کی تزئین و آرائش، تعلیم و تبلیغ دین کے مختلف طریقے سارے کے

سارے بدعت وگمراہی کے زمرے میں آئیں گے کیونکہ یہ سب کے سب (بدعت) نئی چیزوں میں شامل ہیں۔

بدعت کے معنی ومفہوم

بدعت کے معنی ایجاد کے ہیں ایجاد اچھی بھی ہوسکتی ہے اور بری بھی جو ایجاد اصول اسلام کے مطابق ہو درست اور جائز ہے اسے بدعت حسنہ کہا جاتا ہے اس کی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف اجازت مرحمت فرمائی ہے بلکہ ثواب کی نوید بھی ارشاد فرمائی ہے۔

مَنْ سَنَّ فِی الْاسلامِ سُنۃً حَسنۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھا

(صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة أو سیئة ومن دعاالی ھدی او ضلالة، حدیث ٦٦٩٥، دار الفکر بیروت)

جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ رائج کرے اسے اس پر ثواب ملے گا اور جو لوگ اس پر عمل کریں گے ان کو بھی ثواب ملے گا۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام سے تاحال اہل حق بعض عبادات کے لیے نئے طریقے ایجاد کرتے رہے ہیں۔

ہاں جو ایجاد اصول اسلام کے حلاف ہو وہ ناجائز اور بدعت سیئہ (بری) ہے "کُل بِدْعۃٍ ضَلالۃَ" کے متعلق امام نووی نے شرح مسلم میں ودیگر محققین نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں بدعت سے مراد بدعت سیئہ ہے لیکن وہابیہ دیگر بہت سارے امور کو تو بدعت جاننے کے باوجود ہضم کرجاتے ہیں مگر محبوبان خدا سے منسوب ہر چیز انہیں بدعت نظر آتی ہے اس لیے کہا جاتا ہے

ولکن وَھا بیۃَ قوم لاَ یَعْقِلُوْن

اعتراض۳ ﴿ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ. (سورۃ البقرۃ، آیت ۱۷۳)

اور تم پر صرف مردار خون (بہنے والا) خنزیر کا گوشت اور جس پر خدا کے غیر کا نام پکارا گیا ہو حرام ہے۔

اس آیت کی رو سے ختم گیارویں ودیگر لوگوں کے نام کی نیاز کی چیزیں حرام ہیں کیونکہ ان پر اللہ کے سوا کا نام پکارا گیا ہے؟

جواب ﴿ یہ گیارہویں شریف کے منکرین کے پاس اعتراض کرنے کا بڑا ہتھیار ہے جو اپنی تقریر وتحریر وغیرہ میں بیان کرکے سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دامِ فریب پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں اس آیت میں "وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہ" کا مندرجہ بالا معنی درست نہیں بلکہ یہ ترجمہ قرآن پاک میں تحریف معنوی ہے (معنی) میں ردّوبدل ہے اس قسم کے تراجم انگریز کی سرپرستی میں اتحاد امت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے کرائے گئے ہندستان میں انگریز کا دور حکومت مسلمانوں کے لیے کتنا خطرناک تھا یہ تاریخ کی ورق گردانی کرنے والے خوب جانتے ہیں انگریز نے جہاں مسلمان کو شکست دینے کے لیے

مختلف حربے استعمال کیے وہاں اس نے نام نہاد علماء کو خریدا اور اختلافِ امت کے لیے قرآن پاک کے تراجم میں تحریف کرائی ''صراط مستقیم اور تقویۃ الایمان'' جیسی رسوائے زمانہ کتابیں لکھوا کر تقسیم کرائیں۔ یہ ترجمہ (جس پر خدا کے غیر کا نام پکارا گیا ہو حرام ہے) اس قدر خطرناک ہے کہ ان کی رو سے نہ صرف محبوبانِ خدا کے نیاز کی اشیاء حرام ہوتی ہیں بلکہ دنیا کی تمام حلال چیزیں اور اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں حرام قرار پاتی ہیں کیونکہ ہر چیز پر کسی نہ کسی طریقے سے غیر اللہ کا نام پکارا جاتا ہے مثلاً زید کا مکان، خالد کی بیوی، بکر کی گائے وغیرہ اس طرح کی سینکڑوں مثالیں دی جاسکتی ہیں۔

یہ تو الزامی جواب ہے اس کی شرعی ولغوی تحقیق پیش ہے آیت کریمہ میں لفظ ''اُهِـــلَّ'' ''اَهْلَال'' مصدر سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے اھلال کے لغوی معنی ہلال (چاند) دیکھ کر اونچی آواز سے چاند چاند کہنا چونکہ مشرکین اونچی آواز سے بتوں کے نام پر جانوروں کو ذبح کرتے تھے اس لیے اھلال کا اطلاق ذبح کے وقت اونچی آواز کرنے پر ہونے لگا''

شان نزول ✿ اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ مشرکین بسم اللہ، اللہ اکبر کے بجائے لات عزیٰ اور ہبل (بتوں) وغیرہ کے نام پر جانورں کو ذبح کرتے تھے لہٰذا اس آیت کریمہ میں فرمایا گیا کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کے نام لینے سے جانور حرام ہو جاتا ہے۔

مفسرین کرام کیا فرماتے ہیں؟

(۱) چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

ذبح لغير اسم الله عمدا.

(تـنـوير المقباس من تفسير ابن عباس، تفسير ابن عباس، سورة البقرة، آیت ۱۷۳، الصفحة ۲۹، دار الكتب العلمية بيروت)

یعنی وہ جانور جو غیر اللہ کے نام پر جان بوجھ کر ذبح کیا جائے۔

(۲) حضرت اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ کے استاد حضرت ملاّ احمد جیون تفسیرات احمدیہ میں فرماتے ہیں۔

وَمِنْ هٰهُنَا عُلِمَ اَنَّ الْبَقَرَةَ الْمَنْذُوْرَةَ الْاَوْلِيَاءِ كَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِيْ زَمَانِنَا حَلَالٌ طَيِّبٌ لِاَ نَّهُ' لم يُذْكَرُ اسْمُ غَيْرِ اللهِ وَقتَ الذَّبْحِ وَاِنْ كَانُوْا يَنْذُرُوْنَهَا لَه'. (التفسيرات الاحمدية، الصفحة ۳٦، مكتبة الشركة)

اور اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء کرام کو ثواب پہچانے کے لیے نذر مانی ہوئی گائے جیسا کہ ہمارے زمانے میں رواج ہے حلال وطیب ہے کیونکہ ذبح کے وقت اس پر غیر اللہ کا نام نہیں پکارا جاتا اگرچہ لوگ غیر اللہ کو ثواب پہنچانے کے لیے اس کی نذر مانتے ہیں۔''

تائیدازحدیث ﷺ اس موقف کی اس حدیث مبارکہ سے تائید ہوتی ہے کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوگیا توانہوں نے بارگاہِ رسالت مآب میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کون سا صدقہ (والدہ) کوثواب پہنچانے کے لیے افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا پانی کا صدقہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھدوایااور کہا کہ ''ھٰذَالِا مِّ سَعْد'' یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الزکاۃ،باب فضل الصدقۃ،الفصل الثانی،حدیث ۱۹۱۲،الجزء الاول، الصفحۃ۵۹۷،المکتب الاسلامی بیروت)

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہواکہ جو چیز صدقہ اللہ تعالیٰ کے نام پر دیا جائے اوراس کا ثواب کسی ولی اللہ کی روح کو پہنچایا جائے تو مجازاًاس صدقہ پر محبوبان خدا کا نام لینا جائز ہے بلکہ سنت ہے اس حدیث پاک کی روشنی میں اولیاء کاملین کی نیاز کی چیزوں پر مجازاًان کا نام لینے میں کوئی حرج نہیں مثلاً حضورغوث پاک رضی اللہ عنہ کے نام کا بکرا حضرت داتا صاحب رضی اللہ عنہ کے نام کی دیگ وغیرہ مزید تفصیل کے لیےفقیر کی کتاب'' پیر کا بکرا''اوررسالہ''وَمَااُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہ کی تفسیر''پڑھیں اس میں تمام بحثیں درج ہیں۔حاصلِ کلام یہ ہے کہ وہابیہ ان موافق سنت الفاظ پرشرک وکفر کے فتوے جڑتے ہیں انہیں اس عقیدے سے توبہ کرنی چاہیے اس قسم کے الفاظ صحابہ کرام سے ثابت ہیں حضرت سعد رضی اللہ عنہ پانی کے کنویں کی نسبت اپنی والدہ کے لیے کی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تردید نہیں فرمائی بلکہ تائید فرمائی۔

نیزوَمَااُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہ کا صحیح ترجمہ وہ جو جمہورمفسرین کرام نے فرمایاوہ یہ ہے

''اس نے یہی تم پرحرام کئے ہیں مرداراورخون اورسور کا گوشت اوروہ جانور جوغیرخدا کا نام لیکر ذبح کیا گیا''

گیارویں شریف اورایصال ثواب کے ثبوت کے لیے فقیر کی تصانیف مثلاً برکات گیارہویں شریف،قلخوانی کا ثبوت،میت کی جمعراتیں،میت کوبخشوانے کے اعمال کا ضرورمطالعہ کریں۔(سعادت ترتیب ''محمد فیاض احمداویسی رضوی'')

حضورفیضِ ملت کےمزارشریف پربارہ روزہ محافلِ میلادشریف

☆ ربیع الاول شریف کا چاندخوشیوں کا پیغام لیکر طلوع ہوتے ہی حضور مفسر اعظم پاکستان فیض ملت محدث بہاولپوری نوراللہ مرقدہٗ کے مزارشریف پر روزانہ بعدنمازعشاء محفل میلادشریف کا انعقاد ہورہا ہے جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور کے طلباء تلاوت ونعت شریف،ذکرواذکاراوردرودوسلام کی سعادت حاصل کرتے ہیں اورلنگرنبوی شریف تقسیم کیا جاتا ہے۔

بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری اور حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام نافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب بھی سفر سے واپس آتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضری دیتے اور عرض کرتے۔

السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُولَ اللهِ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا أَبَا بَکْرٍ السَّلَامُ عَلَیْک یَا أَبَتَاهُ

اے اللہ کے (پیارے) رسول !آپ پر سلامتی ہو، اے ابوبکر !آپ پر سلامتی ہو، اے اباجان !آپ پر سلامتی ہو۔

(مصنف عبدالرزاق، کتاب الجنائز، باب السلام علی قبر النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وآله وسلم، حدیث ۶۷۲۴، الجزء الثالث، الصفحة ۵۷۶، المکتب الاسلامی بیروت)

(مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الجنائز، باب من کان یأتی قبر النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وآله وسلم فیسلم، حدیث ۱۱۹۰۴، الجزء الرابع، الصفحة ۵۵۹، مکتبة الرشد الریاض)

(السنن الکبری للبیهقی، کتاب الحج، باب زیارة قبر النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وآله وسلم، الجزء الخامس، الصفحة ۲۴۵، مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية بحیدر آباد الدکن الهند)

قاضی عیاض نے الشفاء میں جو روایت نقل کی ہے اس میں ہے کہ حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سو (100) سے زائد مرتبہ قبرِ انور پر حاضری دیتے ہوئے دیکھا

(الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، الباب الرابع فی حکم الصلاة علیه والتسلیم وفرض ذلک وفضیلته، فصل فی حکم زیارة قبره صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم وفضیلة من زاره وسلم علیه وکیف یسلم ویدعو، الجزء الثانی، الصفحة ۵۵، دارالکتب العلمیة بیروت)

اور مقریزی نے بھی اِمتاع الاسماع میں یہی نقل کیا ہے۔

(امتاع الاسماع، ذکر ماجاء فی زیارة النبی صلی الله علیه وسلم وما ظهر من قبره، مماهو من أعلام نبوته الخ، الجزء الرابع عشر، الصفحة ۶۱۳، دارالکتب العلمیة)

ابن الحاج مالکی نے المدخل میں اِس کی تائید کی ہے۔

(المدخل لا بن الحاج، فصل وأما فی زیارة سید الاولین والآخرین صلوات الله علیه وسلامه، الجزء الاول، الصفحة ۲۶۱، مکتبة دارالتراث القاهرة)

علاوہ ازیں ابنِ حجر مکی نے الجوہر المنظم (صفحہ 28) اور زرقانی نے شرح المواہب اللدنیۃ (198:12) میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن دینار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ جب سفر سے واپس لوٹتے تو مسجدِ (نبوی) میں داخل ہوتے اور یوں سلام عرض کرتے

السّلام علیک یا رسول اللہ !السّلام علی أبی بکر !السّلام علی أبی.

اے اللہ کے (پیارے) رسول ! آپ پر سلام ہو، ابوبکر پر سلام ہو (اور) میرے والد پر بھی سلام ہو۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ دو رکعت نماز ادا فرماتے۔

(فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وآله وسلم، الصفحة ۹۱ و ۹۰، حدیث ۹۸ و ۹۷، دار الکتب العلمیة بیروت)

ابن حجر عسقلانی نے المطالب العالیۃ میں عمر بن محمد کی اپنے والد سے نقل کردہ روایت بیان کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہیں۔

(المطالب العالیة، باب زیارۃ قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وآله وسلم، الجزء ۷، الصفحة ۱۵۲، دار العاصمة دار الغیث السعودیة)

جہان نعت بہزاد لکھنوی نمبر

میلاد شریف کے متعلق موبائل اور انٹرنیٹ پر شر انگیز سوالات کے جوابات

میلاد شریف کے مبارک موقعہ پر عوام کے ذہن کو خراب کرنے کے لیے سوشل میڈیا، موبائلز پر بھیجے جانے والے بے تکے سوالات کے محقق و مدلل جوابات ''حضرت پروفیسر ولی محمد قادری صاحب بہاولپور کے قلم سے'' ہو سکے تو ان صفحات کی فوٹو کاپی کرا کے احباب میں تقسیم کریں۔

دراصل یہ سوالات ''مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ'' کے قبیل سے ہیں۔ ان کے ذریعہ گمنام شریروں نے اہلِ ایمان کے دِلوں میں وسوسے ڈالتے ہوئے ان کی "محبت" میں نقب زنی کی ناکام کوشش کی ہے۔ حالانکہ اہلِ علم جانتے ہیں کہ شریعت کا زریں اصول ہے کہ ''لِکُلِّ شَیْءٍ اِبَاحَۃٌ'' یعنی ہر چیز اور ہر قول و فعل میں اباحت و اجازت ہے بشرطیکہ نصِ قطعی سے ممانعت و حرمت ثابت ہو جائے۔

جشنِ میلاد کا لغوی معنی پیدائش کی خوشی منانا ہے اور شرعی اصطلاح میں جشنِ میلاد سے مراد ہے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت، ولادت، بعثت اور اسکے تقاضوں، معجزات، اوصاف و کمالات اور شانِ رسالت کو بیان کرنا ہے اور اس نعمتِ کبریٰ کا خوب چرچا کرتے ہوئے صلوٰۃ و سلام پیش کرنے کا نام جشنِ میلاد ہے۔

مصطفےٰ جانِ عالم پہ لاکھوں سلام　　　شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

یَا یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِماًo (احزاب 56)

دیکھئے اہلِ ایمان کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور صلوٰۃ وسلام کے گلدستے کثرت سے پیش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

وَسَلٰمٌ عَلَیْہِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَ یَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّاo (مریم 15)

اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن مردہ اٹھایا جائے گا۔

وَالسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا o (مریم 33)

اور وہی سلامتی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں۔

ان آیات سے ثابت ہوا کہ انبیاء عَلَیْھِمُ السَّلَام کے یومِ ولادت پر سلامتی کی بارش برستی ہے تو پھر سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے یومِ ولادت پر تو یقیناً سلامتی کی موسلا دھار بارش برستی ہے اسی لیے اہلِ ایمان کو کثرت سے صلوٰۃ

وسلام پیش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

جن کے آنے سے روشن زمانہ ہوا — اُن کے یومِ ولادت پہ لاکھوں سلام

(4) قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ o (یونس۔58)

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔

(5) وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ o (الضحیٰ 11)

(6) وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ o (ابراہیم 5)

اور انہیں اللہ کے دن یاد دِلا۔

ان تینوں آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل، رحمت اور نعمت کا خوب چرچا کر کے خوشی کا اظہار کرنا چاہیے تو تمام انبیاء عَلَيْهِمُ السَّلَام یقیناً اہلِ زمین کے لیے اللہ تعالیٰ کا فضل، رحمت اور نعمت ہوتے ہیں اور ان کی تشریف آوری کا دن یقیناً اَیام اللہ میں شامل ہے اور اَیَام اللہ کو منانے اور یاد دلانے کا حکم دیا گیا ہے تو پھر سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یومِ ولادت تو ایام اللہ کا سردار ہے اور آپکو اللہ تعالیٰ نے نعمت کبریٰ اور رحمۃ للعٰلمین بنا کر اپنی ساری مخلوق کی طرف بھیجا ہے اسی لئے آپ کی ولادت پر مکہ مکرمہ میں سیدہ آمنہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے گھر خوشی منائی گئی آسمان سے تاروں نے جھک جھک کر نور برسایا۔ حضرت جبریل عَلَيْهِ السَّلَام عالم بالا سے فرشتوں کا جلوس لے کر آئے اور سلامی پیش کی اور بیت اللہ کی چھت پر اور مشرق و مغرب میں تین جھنڈے لہرائے گئے جسکا ذکر پاکستان کے قومی شاعر حفیظ جالندھری نے شاہنامہ اسلام میں یوں کیا ہے۔

فرشتوں کی سلامی دینے والی فوج گاتی تھی — جنابِ آمنہ سنتی تھی تو یہ آواز آتی تھی

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوبِ سبحانی

سوال نمبر 1: جشنِ میلاد کی شرعی حیثیت کیا ہے (فرض، واجب، مستحب) وغیرہ؟

جواب: جشنِ میلاد کا لغوی معنی ہے پیدائش و ولادت پر خوشی کا اظہار کرنا اور قرآن وحدیث کی زبان میں جشنِ میلاد سے مراد ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت، ولادت، بعثت، معجزات، اوصاف وکمالات اور شانِ رسالت کو بیان کرنا اور دنیا میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مطلقاً دلی خوشی کا اظہار کرنا اہلِ ایمان پر واجب و فرض ہے جیسا کہ وہابی مذہب کے سرپرست اعلیٰ نواب صدیق الحسن خان بھوپالی نے لکھا ہے کہ ''جسکو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں''

(شمامة العنبرية) باقی رہا باقاعدہ محفل میلاد سجانا اور جشنِ میلاد کے جلوس میں شامل ہونا ہر مسلمان پر حسب توفیق اور حسبِ استطاعت یقیناً سنت و مستحب ہے۔ معذور اہلِ ایمان پر کوئی فتوی نہیں ہے البتہ جشنِ میلاد منانے والوں کو برا کہنے والوں پر نواب صاحب نے فتوی لگا دیا ہے۔

سوال نمبر 2 ۞ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ ولادت میں مؤرخین کے درمیان اختلاف کیوں ہے؟

جواب ۞ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ ولادت صرف اور صرف بارہ ربیع الاوّل بروز پیر ہی ہے۔ دیکھئے بنیادی کتب حدیث و سیرت میں مثلاً محدث ابن ابی شیبہ، محدث امام ابن جوزی، امام ابن جریر طبری، سیرت ابن اسحاق، سیرت ابن ہشام، ابن خلدون اور الکامل ابن اثیر وغیرہ میں صرف بارہ ربیع الاوّل ہی تاریخِ ولادت درج ہے کسی دوسری تاریخ کا ذکر تک نہیں کیا گیا البتہ اس نام نہاد اختلاف کا سبب یہ ہے کہ بعد میں آنے والے بعض مؤرخین کی عرب قبائل سے جمع کردہ روایات کے مطابق بظاہر اختلاف نظر آتا ہے لیکن یہ اختلاف حقیقی نہیں ہے کیونکہ فتح مکہ تک عرب قبائل کے سردار اپنی ذاتی اغراض و مقاصد کے تحت مہینوں، تاریخوں اور دنوں کو آگے پیچھے کر دیا کرتے تھے اور سال کے تیرہ اور پندرہ مہینے بنا دیتے تھے۔ اس وجہ سے عرب قبائل میں تاریخ ولادت کو بیان کرنے میں بظاہر اختلاف پیدا ہوا۔ تاریخ گواہ ہے کہ پہلے دن سے ہی حرمین شریفین اور پورے عالمِ اسلام میں بارہ ربیع الاوّل کو ہی انفرادی و اجتماعی طور پر جشنِ میلاد منایا جاتا رہا ہے۔ موجودہ نجدی وہابی سعودی حکومت کے آنے پر حرمین میں جشنِ میلاد پر پابندی لگائی گئی ہے اسکے باوجود اہلِ محبت اپنے گھروں میں اب بھی جشنِ میلاد کی خوشی مناتے ہیں۔

سوال نمبر 3 ۞ سب سے پہلے میلاد کا جلوس کس سن میں ہوا اور کس نے اسکی قیادت کی؟

جواب ۞ جشنِ میلاد عالم بالا میں بھی منایا گیا اور یومِ ولادت سیدنا جبریل عَلَيْهِ السَّلَام نے فرشتوں کے جلوس کی قیادت کرتے ہوئے سیدہ آمنہ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنْهَا کے گھر حاضر ہو کر سلامی پیش کی اور جھنڈے لہرائے۔ پھر خاندان بنو ہاشم کی مسلمان جماعت (اُمَّةٌ مُّسلِمَةٌ بقرہ 128) نے خوشی منائی اور حضرت عبدالمطلب نے بیت اللہ تک جلوس کی قیادت کی۔ اسی جشنِ میلاد کے موقعہ پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابولہب نے میلاد کی خوشی میں اپنی خادمہ جناب ثویبہ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنْهَا کو آزاد کیا جسکے صلہ میں ابولہب کو دوزخ میں بھی رعایت دی جارہی ہے (بخاری شریف) نیز اپنے یومِ میلاد کو خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی منایا چنانچہ ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور شمارہ 27 مارچ 1981ء میں لکھا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا یومِ میلاد اور یومِ بعثت شکریے کا روزہ رکھ کر منایا۔ پوچھنے پر فرمایا یہ پیر کا دن میری ولادت اور پہلی وحی کے نزول کا دن ہے۔ نیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی

موجودگی میں مسجد نبوی میں میلا دالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محفل سجائی جاتی تھی اور حضرت حسّان رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنہُ نعت پڑھا کرتے تھے نیز جنگ تبوک سے واپسی پرتیس ہزار لشکرِ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنہُم نے مدینہ کے باہر جشنِ میلا دمنایا اور حضرت عباس رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنہُ نے اپنا قصیدہ میلا دیہ اونٹ پر کھڑے ہوکر سنایا۔ پھر پورے عالمِ اسلام میں پہلے دن سے ہی انفرادی واجتماعی جشنِ میلاد کا سلسلہ شروع ہوا مختلف ادوار میں مختلف بادشاہوں نے بھی جشنِ میلاد کی محافل وجلوس کا اہتمام کیا اور انکے زمانے کے جلیل القدر علماء کرام نے قیادت فرمائی اور آج تک کررہے ہیں۔ حرمین شریفین میں آپکی جائے ولادت میں جشنِ میلاد میں عالمِ اسلام کے علماء کرام شمولیت کیا کرتے تھے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے خود بھی اپنی شمولیت کا ذکر کیا ہے۔ (فیوض الحرمین)

سوال نمبر 4﴾ کسی دن کو عید کا دن متعین کرنے کا اختیار کس کو ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء عَلَیہِمُ السّلام کے یوم ولادت کو ایام اللہ قرار دے کر یوم عید بنایا ہے اور انبیاء عَلَیہِمُ السّلام کے طفیل اہلِ دنیا پر نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے فضل، رحمت اور نعمت کے ایام کو بھی یومِ عید قرار دینے اور خوشی منانے اور خوب چرچا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے جس دن کسی پر اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت نازل ہو اس دن کو وہ یومِ عید قرار دے سکتا ہے۔ چنانچہ علماء لغت نے لفظ عید کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے۔

الف) يُسْتَعْمَلُ الْعِيدُ فِیْ كُلِّ يَوْمٍ فِيهِ مَسَرَّةٌ : یعنی عید کا لفظ ہر اس دن کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس میں کوئی خوشی حاصل ہو اور دلیل کے طور پر (المائدہ 114) کو پیش کیا ہے۔

ب) عید وہ دن ہے جس میں کسی بڑے آدمی یا کسی بڑے واقعہ کی یاد منائی جائے عید کو اس لیے بھی عید کہتے ہیں کہ وہ ہر سال لوٹ کر آتی ہے۔ (المنجد مترجم علماء دیوبند)

ج) حافظ عبدالقادر روپڑی وہابی کی سرپرستی میں نکلنے والے ہفت روزہ تنظیمِ اہلحدیث کے شمارہ 17 مئی 1963ء میں مؤمن کی پانچ عیدوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

سوال نمبر 5﴾ وہ کونسی حدیث کی کتاب ہے جس میں کسی محدث نے باب عید میلا دالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قائم کیا ہے؟

جواب﴾ (i) امام محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی 261ھ نے اپنی کتاب جامع ترمذی میں باب میلا دالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قائم کیا ہے۔

(ii) جلیل القدر محدث امام اوزاعی متوفی 156ھ نے میلا دالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عنوان پر ایک مستقل کتاب

لکھی ہے جو بیروت سے چھپ چکی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی دوسری صدی ہجری میں عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محفلیں سجائی جاتی تھیں۔

(iii) البلبل الصادی بمولد الھادی از سرتاج الاولیاء الشیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ

میلاد النبی پر لکھی گئی یہ کتاب کنگ سعود یونیورسٹی ریاض کی لائبریری میں سیریل نمبر 5675 پر موجود ہے۔

سوال نمبر 6﴾ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک 12 ربیع الاوّل ہے۔ کیا یومِ وصال کو مدینہ میں خوشی منائی گئی؟

جواب﴾ یاد رہے کہ بارہ ربیع الاوّل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کا دن ہرگز نہیں ہے بلکہ وصال مبارک کا دن صرف دو ربیع الاوّل گیارہ ہجری بروز پیر ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر صحابہ کرام نے صفِ ماتم ہرگز نہیں بچھایا بلکہ شریعت کے حکم کے تحت صبر وسکون کا مظاہرہ کرتے ہوئے تین دن تک جماعت در جماعت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر ہو کر نذرانۂ صلوٰۃ وسلام پیش کرتے رہے۔ نیز ابتدائی حدیث وسیرت کی کتابوں میں تاریخِ وصال دو ربیع الاوّل بروز پیر ہی درج ہے چنانچہ جلیل القدر محدث امام ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری میں تفصیلاً لکھا ہے کہ بعض مورخین کی کتب میں 12 ربیع الاوّل غلط درج ہونے کی وجہ یہ ہے کہ سیرت کی عربی کتاب سے کسی نقل کرنے والے نے ثَانِی شَھْرُ رَبِیْعِ الْاَوَّل کے لفظ کو غلطی سے ثَانِی عَشَرَ رَبِیْعِ الْاَوَّل لکھ دیا یعنی 2 ربیع الاوّل کی بجائے غلطی سے 12 ربیع الاول لکھ دیا اور پھر بعد میں آنے والے موٴرخین اسی کو نقل کرتے رہے۔ حالانکہ یہ بات یقینی ہے کہ آپ کا وصال مبارک بروز پیر ماہ ربیع الاوّل میں ہوا اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ نے حج مبارک ذوالحجہ 10 ہجری کی 9 تاریخ بروز جمعۃ المبارک کو ادا فرمایا اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ ماہ صفر گیارہ ہجری کے آخری دنوں میں شدید علیل ہوئے اور وصال مبارک سے تین یا پانچ دن پہلے مسجد میں صبح کی نماز حضرت صدیق اکبر رَضِی اللہ تعَالیٰ عَنہُ کے ساتھ بیٹھ کر پڑھائی اور صدیق اکبر نے مکبّر کے فرائض انجام دیئے۔ (بخاری شریف)

چنانچہ ان یقینی باتوں کو بنیاد بنا کر کیلنڈر بنانے سے بالکل صاف واضح ہو جاتا ہے کہ وصال مبارک 2 ربیع الاوّل 11 ہجری بروز پیر کو ہی بنتا ہے اور بارہ ربیع الاوّل کو پیر کا دن کسی صورت بھی نہیں بنتا۔

کیلنڈر

9 ذوالحجہ 10 ہجری بروز جمعۃ المبارک کے حساب سے تین مہینوں کو 29 دن کا مان کر حساب لگایا تو حدیث کے عین

مطابق وصال شریف 2 ربیع الاوّل 11 ہجری بروز پیر ثابت ہوا۔ نیچے کیلنڈر کو بغور دیکھیں 12 ربیع الاوّل 11 ہجری کو پیر کا دن کیلنڈر کی چاروں صورتوں میں نہیں بنتا۔

☆ اگر ذوالحجہ 10 ہجری اور محرم اور صفر 11 ہجری تینوں مہینے 29 دن کے ہوں تو 2 ربیع الاوّل 11 ہجری کو پیر کا دن ہے اور 12 ربیع الاوّل 11 ہجری کو جمعرات کا دن بنتا ہے۔ (کیلنڈر آخری صفحات پر ملاحظہ کریں)

سوال نمبر 7 وہ کون سے صحابی ہیں جنہوں نے سب سے زیادہ جشن میلاد پر مال خرچ کیا؟

جواب جشنِ میلاد کے ایک اہم شعبہ بعثت اور اسکے تقاضوں اور ناموس رسالت کی عظمت و بزرگی کے لئے خوشی خوشی صحابہ کرام کا اپنی جان، مال، اولاد کی قربانی سے دریغ نہ کرنا بھی جشنِ میلاد کا ایک اہم تقاضا ہے جس کے لئے سیدنا ابوبکر صدیق نے اپنا سارا مال، سیدنا عمر فاروق نے آدھا مال اور سیدنا عثمان غنی نے کروڑوں روپے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر نثار کر دیئے تھے۔ مدینہ شریف میں آمد کے موقع پر انصارِ مدینہ نے جشنِ بعثت کے تقاضوں کو پورا کرنے لیے فقید المثال جلوس کا اہتمام کیا۔ آمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی میں مدینہ کی گلیوں میں یا محمد، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نعروں سے یہود مدینہ پر لرزہ طاری ہوگیا تھا۔ اس جشنِ میلاد و بعثتِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کیا خرچ ہوا یہ انصارِ مدینہ سے پوچھیں۔

دراصل اس سوال میں ایک شیطانی وسوسہ کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ چنانچہ گمنام شریر پمفلٹ چھاپنے والا کسی ایک صحابی کا نام پیش کرے جس نے جشن میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تقاضوں کیلئے کسی قسم کی جانی و مالی قربانی پیش کرنے کو برا جانا ہو۔

سوال نمبر 8 پاکستان میں عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چھٹی کب ہوئی اس سے قبل کیلنڈر میں وصال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رخصت ہوتی تھی؟

جواب پاکستان بننے سے پہلے یہاں انگریزوں کی حکومت تھی۔ جاہل مشیروں کے مشورے سے وصال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رخصت لکھ دی گئی تھی۔ پاکستان بننے کے بعد جلد ہی علماء کرام اور اہلِ محبت کے مشورے سے اس کو عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چھٹی قرار دے دیا گیا۔ جسکا گمنام شریر کو غم ہے حالانکہ پاکستان میں شروع دن سے ہی جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بڑی دھوم دھام سے منایا جارہا ہے اور اس تقریبِ سعید کی خوشی میں حکومت کے ساتھ پوری قوم شامل ہوتی ہے۔ چنانچہ ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور اپنے شمارہ 28 مارچ 1981ء میں لکھتا ہے کہ ملک میں حقیقی اسلامی تقریبات کی طرح یہ (عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) بھی ایک اسلامی تقریب ہی شمار ہوتی

ہے اور ہر برس 12 ربیع الاوّل کو اس تقریب کے اجلال و احترام میں سرکاری طور پر ملک بھر میں عام تعطیل ہوتی ہے۔

سوال نمبر 9﴾ کیا برصغیر کے جید علماء کرام نے بھی تاریخ ولادت 12 ربیع الاول بروز پیر بیان کی ہے؟

جواب﴾ جی ہاں برصغیر پاک و ہند کے کثیر علماء کرام نے تاریخ ولادت 12 ربیع الاول بروز پیر کو ہی بیان کیا ہے ان میں سے چند نام درج ذیل ہیں۔

(1) شاہ عبدالحق محدث دہلوی (2) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (3) علم ہیئت وتقویم کے ماہر علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی (4) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی (5) مولانا شبلی نعمانی کے مشہور شاگرد سید سلیمان ندوی (6) مولانا صدیق الحسن بھوپالی وہابی (7) مولانا اشرف علی تھانوی (8) سید ابوالاعلیٰ مودودی (9) مولانا احتشام الحق تھانوی (10) مولانا قاری احمد دیوبندی وغیرہ

سوال نمبر 10﴾ برصغیر کے بعض مشہور مؤرخین نے تاریخ ولادت 9 ربیع الاول کیوں بیان کی ہے؟

جواب﴾ برصغیر پاک و ہند میں سب سے پہلے شبلی نعمانی نے دست غیب سے اشارہ پا کر ایک نجومی ریاضی دان محمود پاشا فلکی کے رسالہ ''تقویم'' کے ایک تقویمی ڈھکوسلے کو بنیاد بنا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ ولادت 9 ربیع الاول اپنی کتاب میں نقل کر دی۔ کاش شبلی نعمانی ان تقویمی ڈھکوسلوں کی ساری تحقیق لکھ دیتا کہ ان ڈھکوسلوں کے مطابق

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یوم ولادت پیر کا دن نہیں بلکہ کوئی اور دن ہے۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع 9 ذوالحج 10 ہجری بروز جمعہ ادا نہیں فرمایا بلکہ بروز اتوار ادا فرمایا تھا۔

تو ان تقویمی ڈھکوسلوں کی حقیقت کھل جاتی مگر شبلی نعمانی نے ایسا نہیں کیا بلکہ صرف تاریخ ولادت 9 ربیع الاول لکھنا ہی کافی سمجھا اس کے بعد بعض اہل علم نے مولانا صاحب پر اعتماد کرتے ہوئے تاریخ ولادت 9 ربیع الاول اپنی کتب میں درج کر دی پھر بذریعہ نقل محقق بننے والے آنکھیں بند کر کے مکھی پر مکھی مارنے لگے اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے اور صحابہ کرام و محدثین اور اسلاف مؤرخین کو جھٹلایا جا رہا ہے یہی وجہ ہے کہ علماء کرام نے تقویمی ڈھکوسلوں کو رد کر کے محمود پاشا فلکی کی تحقیق کو جہالت کا پلندہ قرار دیا ہے۔

(سیرت خاتم الانبیاء، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ پیدائش، تقویم تاریخی از مولانا عبدالقدوس ہاشمی، ضیاء النبی جلد دوم از حضرت پیر علامہ محمد کرم شاہ الازہری)

سوال نمبر 11﴾ اگر آپ کے پاس ان سوالات کے جوابات نہیں ہیں تو پھر وغیرہ وغیرہ؟؟؟

جواب﴾ الحمدللہ علماء اہلسنت ہر سوال کا جواب دینے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ کسی بھی اہلسنت عالم کے پاس حاضر ہو کر

آزمانا شرط ہے۔(انشاء اللہ تسلی ہو جائے گی) نیز ان سوالات سے گمنام شریر کی کوتاہ نظری اور بے بصیرتی ظاہر ہوتی ہے اور وہ یہ بتائے کہ

(۱) قرآن کریم کی موجودہ تحریری تدوین (۲) مساجد کے مینار (۳) تفاسیر و حدیث کی تمام کتب (۴) دینی مدارس میں پڑھائے جانے والے تمام مضامین (۵) علم کی تکمیل پر علماء کرام کو دی جانے والی اسناد اور دستار فضیلت بندھوانا وغیرہ۔

کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم کے ظاہری زمانہ میں مذکورہ بالا اعمال کا رواج تھا۔ اگر نہیں تھا تو پھر ساون کے اندھے نہ بنو، آنکھیں کھولو اور شریعت کے زریں اصول کو یاد رکھو کہ لِکُلِّ شَیْءٍ اِبَاحَۃٌ یعنی ہر چیز اور ہر قول و فعل میں اباحت و اجازت موجود ہے بشرطیکہ نصِ قطعی سے اس میں ممانعت و حرمت ثابت ہو جائے۔

نیز یہ احادیث مبارکہ بھی یاد رکھیں کہ

مَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفة الصحابة رضی اللّٰہ عنهم، باب أبوبکر بن أبی قحافة رضی اللّٰہ عنهما، حدیث ۴۴۶۵، الجزء الثالث، الصفحة ۸۴، دار الکتب العلمیة بیروت)

جسے اہل ایمان اچھا جانیں وہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

قَالَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَنْ سَنَّ فِیْ الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا .... الخ

(مشکاة المصابیح، کتاب العلم، الفصل الاول، حدیث ۲۱۰، الجزء الاول، الصفحة ۷۳، المکتب الاسلامی بیروت)

جس نے اسلام میں سنّت حسنہ (نیا اچھا طریقہ) جاری کیا تو اسے اجر ملے گا۔

ان سوالات کے مختصر جوابات کے بعد اگر تفصیل جاننا چاہو تو درج ذیل کتب کا مطالعہ کرنا مفید رہے گا۔

(1) حسن المقصد فی عمل المولد از امام جلال الدین سیوطی (2) جانِ جانان از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مجددی (3) اَلْمَوْلِدُ الرَّوِیُّ فِیْ الْمَوْلِدُ النَّبَوِی از جلیل القدر محدث امام کعبہ امام ملّا علی قاری (4) سیرت رسول عربی از پروفیسر محمد نور بخش توکلی (5) نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب از مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی (6) فیوض الحرمین، درّ ثمین از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (7) شمامة عنبریه فی مولد خیر البریة از نواب صدیق الحسن خان بھوپالی (8) کیا ہم محفل منعقد کریں؟ از علامہ عبدالحکیم شرف قادری (9) سیرت خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم از مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی

کیلنڈر 9 ذوالحجہ 10 ہجری بروز جمعۃ المبارک کے حساب سے تین مہینوں کو 29 دن کا مان کر حساب لگایا تو حدیث کے عین مطابق وصال شریف 2 ربیع الاوّل 11 ہجری بروز پیر ثابت ہوا۔ نیچے کیلنڈر کو بغور دیکھیں 12 ربیع الاوّل 11 ہجری کو پیر کا دن کیلنڈر کی چاروں صورتوں میں نہیں بنتا۔

1)۔اگر ذوالحجہ 10 ہجری اور محرم اور صفر 11 ہجری تینوں مہینے 29 دن کے ہوں تو 2 ربیع الاوّل 11 ہجری کو پیر کا دن ہے اور 12 ربیع الاوّل 11 ہجری کو جمعرات کا دن بنتا ہے۔

ربیع الاوّل							صفر							محرم							ذوالحجہ						
ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار
7	6	5	4	3	2	1	1	--	--	--	--	--	--	2	1	--	--	--	--	--	3	2	1	--	--	--	--
14	13	12	11	10	9	8	8	7	6	5	4	3	2	9	8	7	6	5	4	3	10	9	8	7	6	5	4
--	--	--	--	--	--	-	15	14	13	12	11	10	9	16	15	14	13	12	11	10	17	16	15	14	13	12	11
--	--	--	--	--	--	--	22	21	20	19	18	17	16	23	22	21	20	19	18	17	24	23	22	21	20	19	18
--	--	--	--	--	--	--	29	28	27	26	25	24	23	--	29	28	27	26	25	24	--	--	29	28	27	26	25

2)۔اگر ذوالحجہ 10 ہجری اور محرم اور صفر 11 ہجری کے تینوں مہینے 30 دن کے ہوں تو 12 ربیع الاوّل کو اتوار کا دن بنتا ہے۔

ربیع الاوّل							صفر							محرم							ذوالحجہ						
ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار
4	3	2	1	--	--	--	6	5	4	3	2	1	--	1	--	--	--	--	--	--	3	2	1	--	--	--	--
11	10	9	8	7	6	5	13	12	11	10	9	8	7	8	7	6	5	4	3	2	10	9	8	7	6	5	4
18	17	16	15	14	13	12	20	19	18	17	16	15	14	15	14	13	12	11	10	9	17	16	15	14	13	12	11
--	--	--	--	--	--	-	27	26	25	24	23	22	21	22	21	20	19	18	17	16	24	23	22	21	20	19	18
--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	30	29	28	29	28	27	26	25	24	23	--	30	29	28	27	26	25
--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	30	--	--	--	--	--	--	--

3)۔اگر ذوالحجہ 10 ہجری 29 دن کا اور محرم وصفر 11 ہجری دونوں مہینے 30 دن کے ہوں تو 12 ربیع الاوّل 11 ہجری کو ہفتہ کا دن بنتا ہے۔

6	5	4	3	2	1	--	7	6	5	4	3	2	1	1	--	--	--	--	--	--	3	2	1	--	--	--	--
13	12	11	10	9	8	7	14	13	12	11	10	9	8	8	7	6	5	4	3	2	10	9	8	7	6	5	4
20	19	18	17	16	15	14	21	20	19	18	17	16	15	15	14	13	12	11	10	9	17	16	15	14	13	12	11
--	--	--	--	--	--	-	28	27	26	25	24	23	22	22	21	20	19	18	17	16	24	23	22	21	20	19	18
--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	29	29	28	27	26	25	24	23	--	30	29	28	27	26	25